ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

البدر

چھپا دستِ ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

عام قیمت پانچ روپیہ

Digitized by Khilafat Library

ایڈیٹر:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۴۴

دارالامان کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت الحمد للہ یومًا فیومًا ترقی کر رہی ہے اگرچہ جلسہ سالانہ ان اسباب اور وجوہات کی بنا پر جنکا ذکر ہو چکا ہے الیٹ کی تعطیلات پر ملتوی کر دیا گیا تھا تاہم بہت سے احباب ان ایام میں بھی قادیان پہونچے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین ؛

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کے مجمع کو دیکھ کر باوجود ضعف کے آج قبل دوپہر ایک معنی خیز اور بہت اثر آفرین تقریر حقیقی زندگی کے موضوع پر فرمائی جس میں خدمتِ دین کے لئے احباب کو اپنی زندگیوں کو لگا دینے کی تحریک کی ؛

اور بتایا کہ حقیقی زندگی قربانی سے ملتی ہے سلسلہ کی ضروریات اور جدید انتظامی سکیم کی تصریح کرتے ہوئے آپ نے کام کرنے والے آدمیوں کی کمی کا اظہار کرتے ہوئے احباب کو اس مقصد کے پورا کرنے کے لئے اپنی ہمتوں اور مساعی کو متفقہ مرکز پر لگا دینے کی ترغیب دلائی ؛

یہ تقریر انشاء اللہ بہت جلد شائع ہو جائے گی حقیقت میں جب تک ہمارے اندر سلسلہ کی خدمت کے لئے ایک جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا اور اس کے لئے ہم سب کچھ نثار کر دینے کی ہمت نہیں پاتے اس وقت تک وہ برکات اور فضل جو کسی قوم پر متحد فی الارادہ ہو کر ملتے ہیں نازل نہیں ہو سکتے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ وہ جواد ہیر ممد کے ہیں جن کے جذبات اور جوشوں پر ایک قسم کی موت آچکی ہے جو برداشت اور حوصلہ سے کام کر سکتے ہیں یہاں آکر سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیں۔ اور اپنے اوقات کی قربانیاں کریں۔ وہ لوگ جو اب بھی اس قسم کی آواز پر لبیک نہیں کہہ سکتے۔ امید ہے اب اٹھیں گے اور ایّامِ مبارکہ کو اپنی زندگی کا بہترین حصہ بنائیں گے۔ ایسے لوگ جو اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے دے سکیں بلا تامل حضرت خلیفۃ المسیح کو اطلاع دے سکتے ہیں ؛

انوار احمدیہ پریس میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی شائع ہوا

کھلی چٹھی بنام قاضی ظہور الدین صاحب اکمل

میرے مکرم و محترم بھائی جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب سوداگر بمبئی نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون الحکم کے ذریعہ شائع کرنے کے لئے بھیجا ہے ہر چند میرا مسلک اسی دور جدید میں یہ رہا ہے کہ ایسے مضامین کو کلیۃً اپنے معزز معاصرین الفضل اور فاروق کے لئے چھوڑ دوں جو اندرونی نزاع کے متعلق ہیں میں آغاز خلافت ثانیہ میں دو سال تک بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور جبکہ خلافت کی تمکین خدا کے فضل سے ہو چکی اس قسم کی نزاعین کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کرتی ہیں لیکن جبکہ میں قاضی اکمل صاحب کی ایک کھلی چٹھی چھاپ چکا ہوں۔ میرا فرض ہے کہ اگر اس پر کوئی تنقید ہو تو اسے بھی چھاپ دوں اور پھر اس کے جواب الجواب پر ختم کر دوں یہ اصول میرا اختراع کردہ نہیں عام طور پر مسلم ہے جو شخص ابتدا کرے اسی کو ختم کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے جو اعلان حال میں اپنی تقریروں پر تنقید کے لئے کیا اس میں اسی اصل پر مدار ہے قاضی اکمل صاحب اگر چاہیں تو اس کی کھلی چٹھی کا جواب شائع کر سکیں گے۔

مکرم سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کی چٹھی پر مجھے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ شاید قاضی صاحب اس کا جواب دیں البتہ بعض بعض مقامات پر نوٹ دیدیئے ہیں جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ سیٹھ صاحب مکرم کو ایک غلط فہمی ہوئی ہے۔ مجھے یقین کرنا چاہیئے کہ وہ اس غلط فہمی سے نکلنے کے لئے سعی کریں گے سیٹھ صاحب نے اس کھلی چٹھی کے ساتھ ایک تمہیدی چٹھی میرے نام لکھتے ہوئے جمہوریت اور شخصیت پر بھی ایک بحث کی ہے اور موجودہ جنگ یورپ کو جمہوریت اور شخصیت کی جنگ قرار دیکر اپنے اختلاف کو بھی اسی رنگ میں دیکھنا چاہا ہے۔ یہ ایک جدا موضوع ہے اور کھلی چٹھی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں میں اسے نظر انداز کرتا ہوں اس لئے کہ سیٹھ صاحب مکرم اور قارئین الحکم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام جمہوریت یا شخصیت کی اصطلاحوں سے کام نہیں لیتا۔ اسلام میں **خلافت** ہے۔ اور خلافت کے حقوق قرآن و حدیث اور دستور العمل خلفاء راشدین سے ظاہر ہیں۔

موجودہ جنگ میں جو صلح ہوئی ہے اس میں اتحاد شکن فریق نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس نے جمہوریت یا شخصیت کی بحث کر کے جمہوریت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ بلکہ **امن عامہ** کے اغراض مشترکہ اور مفاد متحدہ کے سامنے اطاعت کا سجدہ کیا ہے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ایک لائن یعنے خلافت پر چل رہی تھی ایک فریق اسی صراط مستقیم سے ہٹ کر بے راہ پر فاش ہوا۔ اور اس نے چاہا کہ جماعت کو اپنی بات منوائے خواہ وہ کیسی ہی غلط کیوں نہ ہو اس لئے اس نزاع میں صلح کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دے اور اپنے آپ کو سپرد کر دے ؛

پس یہ ایک غلطی ہے کہ شخصیت یا جمہوریت کے الفاظ پر ہم خوش ہو جاتے ہیں ہمارے لئے اسوہ حسنہ خلفاء راشدین کا ہے جو عمل درآمد تھا وہی ہمارا ہے اور ہونا چاہیئے۔ وہ مشورہ لیتے تھے اور کرتے وہ تھے جو ان کی رائے میں صواب معلوم ہو۔ یہی اب ہے۔

اس جادہ مستقیم کو ہاتھ سے دینا نہیں چاہیئے۔ بہرحال شخصیت اور جمہوریت پر پھر کبھی موقعہ ہوا تو میں انشاء اللہ الگ لکھونگا۔ سر دست میں سیٹھ صاحب کی چٹھی درج کر دیتا ہوں

(ایڈیٹر)

قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے غالباً جناب سے ملاقات کا نیاز حاصل نہیں مگر کم از کم آپ

میرے نام سے واقف ہیں اس لئے یہ رقعہ ایک اجنبی کی طرف سے نہیں سمجھینگے بلکہ ایک ایسے شخص کے طرف سے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر آپ کا بھائی ہے آپ کی کھلی چٹھی مطبوع اخبار الحکم جلد ۲۰ نمبر ۴۰ صفحہ ۲ بنام مولوی عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ میڈیکل براچ نشلہ میری نظر سے گزری چونکہ میں بھی جناب موصوف کی طرح اس بات کا قائل ہوں کہ حضرت مسیح موعود ؑ کی تحریرات میں اور جماعت احمدیہ میں لفظ نبی اور رسول کا استعمال عام طور پر ہوا ہے تاہم ان الفاظ سے جو نتائج فی زمانہ آپ اور مبالغین حضرت خلیفہ ثانی نکال رہے ہیں وہ نتائج حضرت اقدس کے دعوے مسیح موعود ؑ سے لیکر خلافت اولیٰ کے خاتمہ تک ہرگز ہرگز نہیں نکالے گئے پھر جب بھی حضرت مسیح موعود ؑ کی تحریرات کو پڑھتا ہوں اور جب ان تقریروں کو جو اس برگزیدہ کبریا کی زبان مبارک سے میں نے خود سنی ہیں یاد کرتا ہوں اور جب ان تقریروں کو جو میں نے خود نہیں سنی مگر اخبارات الحکم البدر..... وغیرہ میں دیکھ چکا ہوں اور پھر مکرر دیکھتا ہوں تو ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے لفظ نبی و رسول کا بہت کم استعمال پاتا ہوں اور بجائے اس کے لفظ امام الزمان۔ مامور من اللہ حضرت امام حضرت مسیح موعود ؑ حضرت مہدی آخر زمان چودھویں صدی صاحب مجدد بلا تکلیف اور اس کثرت سے پاتا ہوں کہ شاید یہ لفظ نبی و رسول ایک ہزار کے مقابل ایک بار ہی استعمال ہوا ہوگا تو معلوم ہوا کہ یہ لفظ نبی و رسول گو ہزار میں ایک بار ہی سہی مگر باعث اختلاف جماعت کبھی نہیں ہوا اور آج جو یہ

۱؎ معاف فرمائیے یہ صحیح نہیں۔

۲؎ دیکھئے ریویو آف ریلیجنز جس میں ایک مضمون چھپا ہے اور نہایت صفائی سے ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اور انبیاء سابقین کی نبوت میں کچھ فرق نہیں (ایڈیٹر)

۳؎ لفظ باعث اختلاف ہوا ہے تو اس کا کیا سبب ہے جب اس سبب پر غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ نبی و رسول باعث اختلاف ہے ہی نہیں۔ اگر باعث اختلاف ہے تو اس لفظ نبی و رسول کے نتائج جو خلافت ثانیہ میں نکالے گئے ہیں وہی ہیں لہذا حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۱ کا حوالہ جو آپ نے اپنے مضمون میں دیا ہے اس پر نظر کرنے سے پیشتر جو چیز باعث اختلاف ہے۔ اس کو دیکھنا چاہیئے تاکہ ہم صحیح نتیجہ پر ہم پہنچ سکیں۔ اس بات میں تو آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ لفظ مبالغین و غیر مبالغین کی ایجاد جماعت احمدیہ میں بہ زمانہ خلافت ثانیہ ہوئی ہے اور اس ایجاد پر ایک نتیجہ نکالا گیا ہے کہ فرقہ مبالغین رد وہ ہے کہ جس نے میاں صاحب کی بیعت کی وہی مومن ہے اور فرقہ غیر مبالغین یعنے جس نے میاں صاحب کی بیعت نہیں کی۔ وہ فاسق ہیں۔ خواہ انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود ؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہو یا حضرت خلیفہ اول ؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہوں پھر اسی فتوے کے ماتحت ان غیر مبالغین کی اقتدا میں نماز پڑھنا بھی مکروہ گردانا گیا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن میں بعض شرعی حیلہ حوالوں کے ماتحت احمدیوں کے نکاح بھی فسخ کرائے

۴؎ یہی کہ مولوی محمد علی صاحب نے تبدیلی عقائد کر لی جس کا ثبوت ایک رسالہ میں مولینا محمد اسمٰعیل صاحب نے دیدیا ہے ۵؎ خود مسیح موعود نے وہ نتیجہ نکالا ہے دیکھو حقیقۃ الوحی کہ اس میں اس بات پر حضور نے تعجب ظاہر کیا ہے۔ کہ آپ کافر کہنے والوں اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں ۶؎ جب اس صفحہ میں واضح کر دیا ہے کہ نبی نام پانے کے مسیح موعود مستحق ہیں۔ اور دیگر صلحاء مستحق نہیں تو صاف ثابت ہے کہ مسیح موعود کی نبوت وہ نبوت نہیں جو بمعنی محدثیت دیگر صلحاء امت میں پائی جاتی ہے

۶؎ فاسق کے معنی غیر مومن نہیں بلکہ اس لفظ سے مراد صرف یہ ہے کہ خارج از حلقہ اطاعت ۔

گئے ہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا وجود بتلا رہا ہے
کہ اس سے پہلے ایک خلافت اولیٰ کے نام سے ہو چکی ہے اور
وہ امر واقعی ہے۔ تو کیا خلافت اولیٰ میں بھی اس کی کوئی نظیر ہے
آپ خود اس بات کا اقرار کریں گے کہ ایسی کوئی نظیر نہیں پھر جب
اس کے خلاف کوئی نظیر ملے تو یقیناً ثابت ہو گا کہ آپ غلطی پر ہیں
ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد (۱۱) نمبر ۴۶ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۱۱ء
صفحہ ۴ فرمایا (خلیفہ اول رضؓ نے)
جو سنتے ہیں سنیں۔ اور جن تک آواز نہیں پہنچتی ان کو
سنا دیں کہ تم کو بیعت کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا کوئی مارتا
نہیں کہ ضرور بیعت کرو۔ ہم کسی کو بلاتے نہیں کسی پر زور نہیں
دیتے۔ یہاں بعض عورتیں ہیں۔ جو بیعت میں داخل نہیں۔
حالانکہ انکے مرد ہیں۔ ان عورتوں پر کوئی زور نہیں ڈالا
جاتا۔ پس جب بیعت اپنے ارادے اور خوشی سے ہے تو
اسپر پکے رہو۔" الخ تقریر بالا سے حسب ذیل تین امور واضح
ہوتے ہیں :۔

(اوّل) خلیفہ اوّل رضؓ کے وقت میں بعض احمدیوں نے بیعت کی۔
اور بعض نے نہیں۔

(دوم) بیعت نہ کرنیوالوں کو نہ غیر مبائعین کہا گیا نہ فتوائے کفر[۹] ان
پر جاری ہوا۔

(سوم) بیعت خلیفۃ المسیح ۱۲ نے ارادے اور خوشی تھی۔

پس واضح ہو کہ خلیفۃ المسیح کی بیعت۔ بیعت ارادی ہے۔ نہ
اعتقادی یہ بیعت وہ بیعت نہیں۔ جس سے فتوائے کفر[۹] لازم آوے۔ تو پھر یقیناً۔ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت
وہ نبوت نہیں جس سے فتوائے کفر[۹] عائد ہوا اور ایسے لوگوں سے
شریعت محمدیہ میں بنائے ہوئے کافر دن والا معاملہ کیا جاوے
پھر ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۴۶ - ۴۷ مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء
صفحہ اول حضرت امیر المومنین خلیفہ اول رضؓ کا ایک خطبہ چھپا
ہے جس اخبار کے ایڈیٹر جناب مفتی محمد صادق صاحب اور اسسٹنٹ
ایڈیٹر جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب ہیں (آپ خود
مخاطب عریضہ ہذا) جب امیر المومنین رضؓ فرماتے ہیں۔ جو
بنی اسرائیل نے کیا وہی مسلمانوں نے کیا خدا نے ان کو ایسا
دین دیا۔ جو کل دینوں سے بڑھکر ہے ایسی کتاب دی جو کل کتاب اللہ
کی جامع ہے ایسا نبی دیا جو تمام انبیاء کا سردار ہے (اور احمدیوں
کو تو وہ امام دیا جو تمام اولیاء کا سردار ہے) الخ یہ ہرگز مذہب والا فقرہ
حضرت امیر المومنین رضؓ کا فرمایا ہوا نہیں بلکہ اسسٹنٹ ایڈیٹر
جناب قاضی صاحب اکمل کا ہے۔ (یعنے خود آپکا) اس وقت
اڈیٹر مفتی محمد صادق صاحب کی قادیان سے غیر حاضری ہے
جو اسی اخبار کے دوسرے صفحہ پر معلوم ہوتی ہے۔ اب آپ خود
ہی غور کریں کہ جس وقت یعنی ۱۹۰۹ء میں آپنے بہ ہرگز مذہب والا فقرہ
لکھا جس میں حضرت اقدس کو زمرہ اولیاء اللہ میں شمار کر کے تمام
اولیاء کا سردار بنایا اس وقت بھی آپنے حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱
کے ان الفاظ کو "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب

ع۵ ہاں ہے مگر یہ بھی بتائے کیا کسی نے مولوی محمد علی صاحب کی طرح اعلان
کیا تھا کہ مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت نہیں اور ہم بیعت نہیں کرتے۔
ع۶ رسول کریم نے بھی اعلان کیا تھا۔ کہ من شار فلیوذن۔ اور خلیفہ ثانی
بھی مجبور نہیں کرتے۔ جس کا جی چاہے مانے۔ جس کا چاہے انکار
کر دے ۱۲ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض احمدیوں کی موجودگی غیر احمدی ہے

ع۹ فسق کے معنے بتائے اور من کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون
کے فتوے سے بچ نہیں سکتے اس آیت کے معنے شہادۃ القرآن
میں دیکھیں ۱۲ وہی ہے جسکی تو فرمایا۔ جس کو میری دعوت پہنچی
اور مجھے تسلیم نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے ۱۲

اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔" (ذکر نشہ میں فرما کر لکھا تھا۔ یا نہیں یقیناً اس وقت آپ کی نظر ان میں حضرت اقدس کا نبی کا نام پانے میں مخصوص ہونا تمام اولیاء کا سردار ہونا ہی مسلم تھا۔ نہ زمرہ اولیاء اللہ سے نکلکر زمرہ انبیاء میں داخل ہو جانا۔ اگر اس وقت آپ کا وہی عقیدہ ہوتا جو آج آپ سمجھ رہے ہیں اور دوسروں کو سمجھا رہے ہیں تو ہرگز ہرگز یہ سرٹیکیٹ والا فقرہ آپ کے قلم سے لکھا نہ جاتا۔ پھر آپ نے حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۹ کا حوالہ دیکر آپ کی مزعومہ نبوت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت اقدس کا اپنے عقیدہ نبوت میں تبدیلی فرمانے کا نتیجہ نکالا ہے۔

مگر جب وہ سارا مضمون جو حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۸ سے لیکر صفحہ ۱۵۵ پر ختم ہوتا ہے سارے کا سارا پڑھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں نبوت پر کوئی بحث ہی نہیں مسائل کا سوال اور اعتراض فضیلت مسیح موعودؑ علی مسیح عیسیٰ بن مریم اسرائیلی پر ہے حضرت اقدس اسی کے جواب میں اپنی فضیلت ثابت کر رہے ہیں۔ اور جو عقیدہ فضیلت کے بارے میں آپکا پہلے تھا اس سے رجوع فرما رہے ہیں اس مضمون سے آپ کی فضیلت اور حمداً قت ثابت ہو رہی ہے۔ نہ کہ آپ کی وہ نبوت جو مبائعین حضرت خلیفہ ثانی کے زعم میں۔ آج آرہی ہے چنانچہ صفحہ ۱۵۵ پر اب الفاظ بحث مذکورہ بالا کو ختم کرتے ہیں" ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی تا آن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ و کمال فیضان ثابت ہو"۔ اس فضیلت کی تائید میں آنحضرت صلعم کی ایک حدیث بھی ہے جس میں آنحضرت فرماتے ہیں۔ کہ اگر موسیٰؑ۔ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے حضرت کا امتی ہونا سابقہ نبوتوں سے افضل ہے حضرت مسیح موعودؑ بھی آنحضرت صلعم کے امتی ہیں تو کیوں افضل نہ ہوں قرب الٰہی کا عرفان الٰہی ہے اور وہ کمال صرف امت آنحضرت صلعم کو ہی ملا اسی لئے سابقہ انبیاء نے بھی یہ تمنا کی کہ کاش وہ بھی آنحضرت کے امتی ہوتے حضرت اقدس کا یہ شعر ؎ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے۔ اسی بات کو ثابت کرتا ہے۔ کہ جس سے بھی مبائعین حضرت خلیفہ ثانی نبوت کا استدلال کر رہے ہیں جو یقیناً غلط استدلال ہے پھر آپ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ کا حوالہ دیکر لکھتے ہیں کہ دوسرے محدثین۔ مجددین کو نبی و رسول کہنا گناہ ہے[۳] یہ آپ نے کتنا بڑا کلمہ زبان سے نکالدیا

ع۱ کیوں نہ لکھا جاتا کیا انبیاء اولیاء اللہ نہیں ہوتے۔ اولیاء کا لفظ دونوں کو شامل ہے۔

ع۲ جب یہ مسلم ہے کہ غیر نبی۔ نبی سے افضل نہیں ہو سکتا تو حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمانا کہ میں مسیح بن مریم سے افضل ہوں یقینی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح موعودؑ نبی تھے ایسے نبی کہ بلحاظ نفس نبوت دیگر انبیاء کے زمرہ میں داخل ہیں۔

ع۱ اس تشریح نے ثابت کر دیا کہ نبی کے ساتھ امتی کے لفظ نے آپ کی نبوت کا درجہ گھٹایا نہیں۔ بلکہ بڑھایا ہے۔ ع۲ اگر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مذہب ہوتا کہ امت محمدیہ کا ایک فرد غیر نبی ہو کر بھی نبی حقیقی سے بڑھ سکتا ہے تو حقیقۃ الوحی میں یہ ہرگز نہ لکھتے کہ جب کوئی امر فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسے جزوی فضیلت سمجھتا کیونکہ وہ (مسیح بن مریم) نبی ہے۔ یعنی میں اپنے آپکو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ اس لئے امر فضیلت کو جزوی قرار دیتا۔

ع۳ جب حضرت مسیح موعود فرما رہے ہیں۔ کہ دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں۔ تو انہیں ان معنوں میں نبی کہنا

جن معنوں میں حضرت مسیح موعود کو کہا جانا چاہیئے اور کہنا چاہیئے۔ یقیناً گناہ ہے۔

سنئے اگر یہ گناہ ہے تو اسی گناہ میں حضرت خلیفہ اول رضؓ شامل ہیں جنہوں نے ۱۹۰۹ء میں باوجود کتاب حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ دنیا میں موجود ہونے کے یہ گناہ کیا اور پھر جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل (آپ خود بنفس نفیس) اسسٹنٹ اڈیٹر اخبار بدر بھی شامل ہیں جنہوں نے اس گناہ کو شائع کیا۔ ملاحظہ ہو اخبار بدر جلد ۸ نمبر ۴۸ صفحہ ۳ کالم ۳ حضرت خلیفۃ المسیح رضؓ کا خط ایک شخص کے جواب میں "اگر آپ سن سکیں تو میں صاف ۱۳ مسلمہ النبوت اولیاء اللہ کے کلام میں یہ لفظ نبی و رسول صاف صاف آپ کو دیکھا سکتا ہوں"

پیارے بھائی اس حوالہ مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اور مبائعین حضرت خلیفہ ثانی اپنا عقیدہ تبدیل کر رہے ہیں نہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کبھی اپنا عقیدہ تبدیل کیا خلیفہ اول نے نہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لوگوں کا ظلم ہے جو اب ان بزرگوں کی وفات کے بعد ان پر لگا رہے ہیں اگر انہوں نے تبدیلی عقیدہ کی ہوتی تو جو فتوائے اس عقیدہ کی بناء پر خلافت ثانیہ میں دیئے جاتے ہیں وہ حضرت اقدس کی زندگی میں یا از کم حضرت خلیفہ اول رضؓ کے زمانہ میں دے جاتے آپ کی کھلی چٹھی میں آپ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت انبیاء سابقین جیسی نہیں۔ نہ محدثین جیسی الخ جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو حضرت اقدس اپنی نبوت سے ہرگز ہرگز وہ نبوت مراد نہیں لیتے جو آپ لے رہے ہیں ملاحظہ ہو حقیقت الوحی صفحہ ۲۸۰ "اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے" اسی سلسلہ مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں "کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض تفیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی" اس حوالہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نبوت سابقہ ختم ہو گئی صرف مکالمہ مخاطبہ الیہ[1] تا قیامت جاری ہے اس جاری چیز کو آپ ظلی نبوت فرماتے ہیں اور اس کے لئے آنحضرت صلعم کا امتی ہونا شرط قرار دیتے ہیں۔ اس نبوت ظلیہ میں امت محمدیہ کے تمام افراد جو آنحضرت صلعم کے بعد ہوئے اور تا قیامت آئینگے شریک ہیں۔ پھر تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۶۸ میں آپ فرماتے ہیں۔ اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل کھڑے ہو کر نبوت کا دعوے کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف میری مراد میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ الیہ ہے جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں بس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنے آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الیہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی[2] نبوت لکھتا ہوں۔ حوالہ مذکورہ بالا سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں میں اور حضرت اقدس میں صرف لفظی نزاع ہے نہ اعتقادی اور یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ لفظی نزاع میں نہ کفر لازم آتا ہے نہ کوئی اسلام سے خارج ہوتا ہے ہاں آپ لوگ اب اعتقادی نزاع بنا رہے ہیں۔ جو حضرت اقدس کا کلام رد کر رہا ہے۔ یہ حوالے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہیں ورنہ ایسے حوالجات اگر حضرت اقدسؑ کی کتب میں سے لکھنے بیٹھوں تو ایک انبار ہو جاوے غرض خلاصہ یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کی نبوت محدثین و مجددین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[1] یہی مکالمہ مخاطبہ جب ایسی کثرت و کیفیت کو پہنچ جائے کہ زمانہ میں اس کی نظیر نہ پائی جائے تو اسے نبوت کہتے ہیں دیکھو الوصیت اور حقیقت الوحی۔

[2] پھر غیر مبائعین کیوں حضرت مسیح موعود کو نبی کہنے سے چڑتے ہیں۔

---

[1] اس کا مطلب دیکھو نمبر ۳ میں

Digitized by Khilafat Library

جیسی ہی تھی نہ انبیاء سابقین جیسی انبیاء سابقین کی نبوت مستقلہ براہ راست تھی۔ ان میں ایسا کوئی نبی نہیں ہوا۔ جس نے کسی نبی متبوع کی فیض نبوت سے نبوت پائی ہو بالکل کھلی بات ہے کہ جب نبوت سابقہ کی نوعیت الگ ہے تو اس کی کیفیت اور ماہیت بھی الگ ہوئی اور یہاں پر حضرت اقدسؐ کی نبوت کی نوعیت الگ ہے تو اس کی کیفیت اور ماہیت بھی الگ ہونی چاہیئے پھر ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ حضرت اقدسؐ کی نبوت ویسی ہی تھی جیسے انبیاء سابقین کی امور روحانیہ کے سمجھنے کے لئے مشہودات محسوسات بطور گواہ کے ہیں اسی فلسفہ کو قرآن شریف نے بتایا ہے لہذا آپ مشہودات کی اس مثال پر سوچیں تو آپ کو آپ کی غلطی کھلی کھلی نظر آئیگی وہ یہ ہے کہ آفتاب عالمتاب کے نور سے مہتاب اپنا نور حاصل کرتا ہے خواہ ہلال ہو یا قمر ہو یا بدر ہو پہلی کی رات سے چودھویں تک روشنی تو اسی آفتاب سے ملتی ہے تاہم آفتاب آفتاب ہے اور ماہتاب ماہتاب ہے آفتاب کی روشنی خانہ زاد ہے۔ اور ماہتاب کی مستعار ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کی نوعیت الگ ہے۔ اس کی کیفیت و ماہیت بھی الگ ہے اس طرح ماہتاب کی روشنی کی نوعیت الگ ہے اور کیفیت و ماہیت میں بھی فرق مگر ماہتاب کی پہلی سے لیکر چودھویں تک کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں نہ کیفیت و ماہیت میں اسی مثال پر آفتاب نبوت نبی کریم صلعم کو دیکھو انبیاء سابق کے آپ ہی آخری نبی ہیں اور محدثین و مجددین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو ماہتاب سے مشابہت دو کیونکہ یہ مقدس گروہ نور اسی آفتاب۔ سے حاصل کرتا ہے اگر محدثین۔ مجددین سابقہ ماند پہلی یا اس کے بعد کے ہیں تو حضرت اقدس چودھویں کے چاند تھے اور چودھویں کی نوعیت ایک ہی ہے۔ اگر ایک نے کم نور حاصل کیا تو دوسرے نے زیادہ اور چودھویں نے پورا نور حاصل کر لیا اسی طرح حضرت اقدسؐ بھی ماہتاب کی طرح

گروہ محدثین و مجددین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں داخل ہیں۔ نہ کہ آفتاب نبوت کی طرح زمرہ انبیاء میں۔ دیگر آپنے صفحہ ۳۹۱ حقیقت الوحی پر بڑا دارومدار اپنے اعتقاد کا رکھا ہے۔ اگر صفحہ ۳۹۰ کو آپ دیکھتے تو ساری حقیقت کھل جاتی ہے۔ میں نے بفضل خدا دیکھا ہے۔ اور خوب غور کیا ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ جو شخص اس کو پڑھیگا۔ تو ضرور وہ اس حقیقت تک پہنچ جائے گا۔ جسپر میں پہنچا ہوں ملاحظہ ہو۔ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰۔ اور بھی ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں۔ اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اسی قدر کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جائے۔ اور بکثرت اُمور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے اس سلسلہ مضمون میں آگے چلکر لکھتے ہیں۔ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذرے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اسوجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ پھر اسی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو جائے الخ حوالہ مذکورہ بالا میں جن الفاظ کے سامنے خط کشیدہ ہے وہ

خود حضرت اقدسؑ کا ہے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کا سارا مضمون پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ مجدد صاحب سرہندی کے کلام کو اپنے لئے لفظ نبی کا جائز بنانے کے لئے نائیدًا لے رہتے ہیں اور مجدد صاحب سرہندی کو چونکہ مسلمان اہل اللہ میں شمار کرتے ہیں اس لئے ان کے کلام سے اپنے مخالفین مسلمان کو ملزم کر رہے ہیں اور خود اپنے عقیدہ حقہ کو ظاہر کر رہے ہیں کہ جس نبوت کا دعظ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع ہے اس کا کوئی دعوا نہیں۔ یہی وہ دعوا نبوت ہے۔ (جس سے قرآن شریف منع کرتا ہے) جس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور حضرت اقدس کا ایسا کوئی دعوٰی نہیں اس چٹھی کو ختم کرنے سے پہلے آپکے اس الزام کی تردید ضروری ہے جو تبدیلی عقیدہ کے بارے میں آپ حضرت اقدسؑ پر لگا رہے ہیں لیکن میں اپنے الفاظ میں کچھ نہیں کہتا بلکہ خود حضرت اقدس کا کلام ابتدائے دعوائے مسیح موعودؑ میں سے ایک اور دفات سے فریب زمانہ کا ایک پیش کرتا ہوں جس سے واضح ہو جائیگا کہ آپنے کوئی تبدیلی اپنے عقیدہ میں نہیں کی یہ ان شاگردوں کی مہربانی ہے کہ خود گناہ کرتے ہیں اور تہمت اپنے استاد پر لگاتے ہیں (پہلا) **توضیح مرام الہامی صفحہ ۹۱** کتاب ابتدائی دعوائے مسیحیت (جس پر کوئی تاریخ اشاعت نہیں) فاعلم لا شدک اللہ تعالٰی ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوت الا المبشرات الخ (دیکھو) چشمہ معرفت صفحہ (۱۸۰) تاریخ اشاعت ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء

ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور یہ ہے کہ خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئی پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو کثرت پیشگوئیاں بذریعہ وحی الٰہی یعنے اس قدر کہ اس کے زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی کہتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں[1] جو خدا کے الہام سے بکثرت آئندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے تو قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام موسوم نہیں کرتے۔ حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی الہام ہو اور ہم پر اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں حوالے جو قریبًا ۲۰ سال کے فاصلہ میں لکھے گئے ہیں واضح طور سے بتلاتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پہلے میں نبی کریم صلعم کے الفاظ لکھتے ہیں "لم یبق من النبوت الا المبشرات" اور دوسرے میں کہتے ہیں کہ ہم سبب بعنے ہمارے مخالف مسلمان اور ہم بھی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ صرف مبشرات باقی ہیں ایک ہی چیز ہے جو پہلے تھی وہ اخیر تک رہی۔ نبوت کے معنی آپ پیشگوئی[2] کے رہے ہیں۔ آپکا خاکسار اسماعیل آدم۔

---

[1] یہ تعریف جامع مانع ہوتی ہے پس آپ اس تعریف سے اگلے انبیاء کو بھی نبی کہہ سکتے ہیں مسیح موعود کی نبوت کے یہی معنی سمجھتے ہیں مگر جب اگلے انبیاء بھی اسی وجہ سے انبیاء

[2] پیشگوئیوں کی وجہ سے ہی اگلے انبیاء۔ انبیاء کہلائے پس مسیح موعود بھی اسی وجہ سے نبی کہلائینگے۔

مکتوبات احمدیہ

مکتوبات احمدیہ کی پانچویں جلد کئی نمبروں میں شامل ہو گئی۔ اس میں وہ مکتوبات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخلص خدام کے نام لکھے اس سلسلہ میں پہلا حصہ حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا رضی اللہ عنہ مدراسی کے نام کے خطوط سیٹھ صاحب کی خود نوشت کی مختصر سوانح عمری درج ہے قیمت فی جلد ۸/

تمام درخواستیں بنام

ایڈیٹر الحکم قادیان